بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب مستطاب

الشافی

ترجمہ

اصول کافی جلد اوّل

حضرت ثقۃ الاسلام علامہ فہامہ مولانا الشیخ محمد یعقوب کلینی علیہ الرحمۃ

ترجمہ

مفسر قرآن عالیجناب ادیب اعظم مولانا السید ظفر حسن صاحب قبلہ مدظلہ العالی نقوی الامروہوی

بانی و منتظم جامعہ امامیہ کراچی

مصنف دو صد کتب

ناشر

ظفر شمیم پبلیکیشنز ٹرسٹ (رجسٹرڈ) ناظم آباد نمبر ۲۔ کراچی

اور کتابوں کا نازل کرنا وغیرہ

چھٹے:۔ امضا یعنی نظام عالم کا باقی رکھنا اس وقت تک کہ اس کا فائدہ مرتب ہو۔

خلاصہ یہ ہے کہ اول علم الہی ہے دوسرے مشیت، تیسرے ارادہ، چوتھے تقدیر، پانچویں قضا، چھٹے امضا یعنی اس عالم کون و فساد میں جو امور واقع ہو رہے ہیں وہ مذکورہ بالا چیزوں کے تحت ہیں ان میں بعض کا علم خدا نے اپنے بندوں کو دیا ہے بعض کا نہیں۔ پس جو امر بندوں کے علم و گمان کے خلاف ظہور میں آئے اس کو بداء کہتے ہیں۔

مسئلہ بداء:۔ یہودیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ دنیا کو ایک بار ایجاد کرنے کے بعد خدا معطل ہو گیا اب وہ کچھ نہیں کرتا۔ قرآن اس کی حکایت یوں کرتا ہے یہودیوں نے کہا "ید اللہ مغلولۃ" (خدا کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں) جواب میں فرماتا ہے انہیں کے ہاتھ بندھیں، ان کی اس گفتار پر لعنت "بل یداہ مبسوطتان" (بلکہ اللہ کے ہاتھ تو کھلے ہوئے ہیں) "کل یوم ھو فی شان" (ہر روز اس کی ایک نئی شان) فلاسفہ کا عقیدہ یہ ہے کہ خدا نے سب سے پہلے عقل کو پیدا کیا، عقل اول نے عقل دوم کو اسی طرح عقول عشرہ کی خلقت ہوئی اور یہی دنیا کا کاروبار چلانے والے ہیں، خدا کا اب کسی کام سے تعلق نہیں۔ اسلام کے نزدیک یہ دونوں عقیدے باطل ہیں حقیقت یہ ہے کہ جو افعال انسان کے ارادہ اختیار سے متعلق ہیں خدا کا ان سے کوئی تعلق نہیں البتہ اچھے اور برے افعال کی جزاء اور سزا کا تعلق اس سے ہے نیز یہ کہ ایسے ہی امور میں بداء واقع ہوتا ہے یعنی جو بات بندوں کے وہم و گمان میں نہیں ہوتی، خدا کی طرف سے وہ ظاہر کی جاتی ہے۔ علم الہی کی دو صورتیں ہیں ایک کا نام لوح محفوظ ہے یعنی وہ امور جن کا علم خدا کے سوا کسی دوسرے کو ہے ہی نہیں۔ دوسرے لوح محو و اثبات (یمحو اللہ ما یشاء و یثبت و عندہ ام الکتاب) ہے فرشتوں اور انبیاء کا علم اسی سے متعلق ہے اس میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے لیکن اس کا علم خدا کے سوا کسی دوسرے کو نہیں ہوتا یہ تبدیلی کسی خاص مصلحت کی بناء پر کسی شرط کے تحت واقع ہوتی ہے اس شرط کا علم انبیاء اور ملائکہ کو نہیں ہوتا۔ مثلاً لوح محو و اثبات میں ایک شخص کی عمر پچاس سال ہے انبیاء کے علم کا تعلق چونکہ اسی لوح سے ہے لہذا ایک نبی اسی علم کی بناء پر کسی کو یہ خبر دیتا ہے کہ وہ فلاں وقت مر جائے گا لیکن وہ نہیں مرتا جس کی وجہ یہ ہے کہ اس مرگ کے ساتھ علم الہی میں ایک شرط تھی جس کا علم خدا کے سوا کسی کو نہ تھا اور وہ شرط یہ تھی کہ اگر وہ شخص صدقہ دے گا تو یہ بلا ہٹ جائے گی یا صلہ رحم کرے گا تو اس کی عمر میں اتنے سال بڑھ جائیں گے چنانچہ جب یہ صورت پیش آتی ہے تو اس کو بداء کہتے ہیں اس سے ایک تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا معطل نہیں وہ اپنے علم بالذات کا اظہار کرتا رہتا ہے دوسرے یہ پتہ چلے کہ اللہ اور بندوں کے علم میں کیا فرق ہے تیسرے جس مصلحت کی بناء پر بداء ہوا ہے لوگوں کو اس سے فائدہ پہنچے۔ چوتھے انبیاء اس کی طرف اپنے علم میں محتاج رہیں اور یہ کہتے رہیں

و بیذ نہ علیہا۔

بداء سے نہ خدا کا علم لازم آتا ہے نہ پہلے عمل پر پچھتانا یا اپنی غلطی کا احساس کرکے اس کی اصلاح کرنا جیسے کہ حضرات اہلسنت نے بداء کا غلط مفہوم سمجھ کر ہم پر اعتراض کیا ہے معاذ اللہ بداء کی یہ صورت ہو تو ذرا بتائیں کہ شریعتوں کا نسخ کرنا کیا معاذ اللہ اس بنا پر تھا کہ خدا نے پہلے احکام میں غلطی کی تھی اور ان کی اصلاح کے لئے دوسری شریعت بھیجی بس جو مصلحت نسخ شرائع میں ہوتی ہے اسی طرح کوئی مصلحت بداء میں ہوتی ہے بداء کی بہت سی مثالیں قرآن میں موجود ہیں جیسے موسیٰ سے تیس رات کے وعدے کے بعد چالیس رات کرنا، قوم یونس پر عذاب کی خبر دے کر پھر عذاب نہ لانا، ذبح اسمٰعیل کو خواب میں دکھا نا پھر بچا لینا وغیرہ۔ بداء کی مکمل بحث ہمارے رسالہ "مسئلہ بداء و عصمت انبیاء" میں دیکھو۔

باب بست و پنجم (۲۵)

سات چیزوں کے بغیر آسمان و زمین میں کچھ پیدا نہیں ہوتا

٥(بَابٌ)٥

فِي أَنَّهُ لَا يَكُونُ شَيْءٌ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِلَّا بِسَبْعَةٍ

١- عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ أَبِيهِ؛ وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ [أَحْمَدَ] بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى؛ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ جَمِيعاً عَنْ فَضَالَةَ بْنِ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَارَةَ، عَنْ حَرِيزِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُسْكَانَ جَمِيعاً، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام أَنَّهُ قَالَ: لَا يَكُونُ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ إِلَّا بِهَذِهِ الْخِصَالِ السَّبْعِ: بِمَشِيئَةٍ وَإِرَادَةٍ وَقَدَرٍ وَقَضَاءٍ وَإِذْنٍ وَكِتَابٍ وَأَجَلٍ، فَمَنْ زَعَمَ أَنَّهُ يَقْدِرُ عَلَى نَقْضِ وَاحِدَةٍ فَقَدْ كَفَرَ.

وَرَوَاهُ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَفْصٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَارَةَ، عَنْ حَرِيزِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ وَابْنِ مُسْكَانَ مِثْلَهُ.

۱۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا، آسمان و زمین میں کوئی شے بغیر ان سات خصلتوں کے ہو